2/09/06

سامعین! عہدِ عتیق اور عہدِ جدید کے درمیان 400 سال کا ایک تاریخی
خلا پیدا ہوا ہے ۔ ان صدیوں کے دوران یونان نے اپنے ادبی اور فنی شاہکار
تخلیق کیئے ۔ سکندرِ اعظم نے یونان کے آلاتِ حرب کی قوت اور اِس سے بھی کہیں
زیادہ مُفید یونانی فنونِ لطیفہ کی قوت کو تمام مغربی ایشیا تک پہنچایا جبکہ روم نے
ایک سرحدی شہر سے جو دریائے ٹائبر کے کنارے پر واقع تھا وسیع بحیرۂ روم کی بادشاہت
کی شکل اختیار کی ۔ اِسی مملکت نے غیر شعوری طور پر رومی شاہراہیں، رومی قوانین ۔
اور رومی تہذیب کو دُور دُور تک پھیلا کر خُدا کی راستبازی کی بادشاہت کیلئے اِس سے
بھی کہیں زیادہ وسیع تر توسیع کے واسطے راہ ہموار کی ۔ ان صدیوں کے دوران عبرانی
نبوت کی صدا اور الہامی مؤرخ کا قلم دونوں ایک ہی طرح خاموش رہے ۔ یہودیوں کے
حالات معلوم کرنے کیلئے ہم ان اہم وسائل پر انحصار کرتے ہیں ۔ پہلا ۔" عہدِ عتیق کے
متعلق غیر معتبر کتابیں" اِس زمانے کی یہ یہودی تصانیف عہدِ عتیق کی غیر الہامی ضمیمہ کہی
جا سکتی ہیں ۔ یہ کتابیں اُس زمانے کی تاریخ پر قابلِ غور روشنی ڈالتی ہیں لیکن فہرستِ
مُسلّمہ کی کتب کے مقابلے میں یہ کتابیں اہمیت میں کہیں زیادہ کم ہیں ۔ مصری یادگاروں
بابلی کندہ شدہ اینٹوں، نینوہ کی چکنی مٹی کی تختیوں اور بہت سے غیر منکشف آثارِ قدیمہ
سے پاک صحائف کی تاریخی سچائی کی زیادہ سے زیادہ تصدیق ہوتی ہے ۔ جبکہ غیر معتبر کتابیں
سہو زمانی اور دیگر تاریخی اور جغرافیائی غلطیوں سے بھری پڑی ہیں ۔ انہی تصانیف میں
تاریخی اعتبار سے مکابیوں کی پہلی کتاب سب سے زیادہ مُفید ہے ۔
دوسرا " جوسیفس کی تصنیفات " ۔ جوسیفس ایک یہودی مورخ تھا جو سنہ 37ء میں پیدا
ہوا وہ طِطُس کے یروشلیم کے محاصرے اور بربادی سے بچ نکلا ۔ اُس نے دو اہم کتابیں
لکھیں ۔ پہلی کتاب کا نام " یہودیوں کی تاریخ " ہے ۔ جس میں تخلیقِ عالم سے لے کر مکمل تاریخ
بیان کی گئی ہے اور دوسری کتاب کا نام " یہودیوں کی جنگیں " ہے ۔ جو 170 قبل از مسیح سے
لے کر اُس کے اپنے زمانے تک، اُس کے اپنے لوگوں کا بیان کرتی ہے ۔ یہودیوں کے
حالات معلوم کرنے کیلئے تیسرا وسیلہ "رومی اور یونانی مصنفین" ہیں
سامعین! اگر ہم عہدِ عتیق اور عہدِ جدید کے درمیان سیاسی تاریخ کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ
سیاسی تاریخ چھ زمانوں پر مشتمل ہے ۔ یعنی فارس کا زمانہ ۔ مکدونی زمانہ، مصری زمانہ
شامی زمانہ، مکابیوں کا یا خود مختارانہ زمانہ اور رومی زمانہ ۔ وقت کی کمی کے باعث ہم

ان چھ زمانوں کا بیان ایک ہی پروگرام میں پیش نہیں کر سکتے لہٰذا ہمارا 71 واں پروگرام
بھی سیاسی تاریخ کے زمانوں پر ہی مشتمل ہوگا تو آئیے! سب سے پہلے فارس کے زمانے
کا حال معلوم کریں۔ فارس کا زمانہ جو 538 سے 332 قبل از مسیح تک رہا خورس اعظم کے
فتح بابل سے اور یہودیوں کے طاقتِ فارس کے وفادار بننے سے شروع ہوتا ہے اِس لئے
اِس زمانے کا بیشتر حصہ اِس معیاد میں شامل ہے جسے ہم عہدِ عتیق کی تاریخ کے "جلاوطنی
کے بعد کا زمانہ" کہتے ہیں۔ ایرانی عہدِ حکومت کے دوران عموماً یہودیوں کا اپنا سردار کاہن
اُن پر حکومت کرتا تھا جو خود سوریہ کے نائب السلطنت یا گورنر کے ماتحت ہوتا تھا۔ سب کچھ
مدنظر رکھتے ہوئے مملکتِ فارس کا رویہ رحم دلانہ ثابت ہوا۔ سامریوں کے ساتھ چپقلش
جاری رہی۔ یاد رکھا جائیگا کہ یہ لوگ اُن دس قبائل کے باقیماندہ تھے جو درآمد کردہ اسوریوں کے
ساتھ خلط ملط ہوگئے تھے۔ وہ وقتاً فوقتاً برگشتہ یہودیوں سے مستحکم ہوتے تھے۔ ان برگشتہ
یہودیوں میں منسی نامی ایک کاہن بھی تھا جس نے تقریباً 400 قبل از مسیح میں کوہ گرزیم پر
ایک ہیکل تعمیر کی تھی۔ سامریوں کے پاس شریعت کی پانچ کتابیں تھیں، وہ خدا کو مانتے
تھے، قربانیاں گزرانتے تھے اور مسیح کی آمد کے منتظر رہتے تھے۔ اُن کا مذہب بگڑی ہوئی
یہودیت بیان کیا جاسکتا ہے۔

سیاسی تاریخ کا دوسرا زمانہ مکدنی زمانہ ہے جو 332 سے
323 قبل از مسیح تک رہا۔ 334 قبل از مسیح کے موسم بہار میں سکندر اعظم اپنی لاثانی
فتوحات کے دوران برِاعظم ایشیا میں داخل ہوا۔ گرینی کس اور اسوس کے مقام پر
دارا کو شکست دے کر سات مہینوں کی سخت مزاحمت کے بعد صور پر قبضہ کر کے
وہ آندھی کی طرح فلسطین سے ہوکر مصر کی راہ پر گیا۔

جوسیفس اپنی کتاب "یہودیوں کی تاریخ" کے گیارھویں باب میں ایک
دلچسپ کہانی سناتا ہے کہ سردار کاہن یدوع ایک جلوس کی راہنمائی کرتے
ہوئے شہر یروشلیم سے باہر سکندر اعظم کے استقبال کو گیا۔ سکندر اعظم سردار کاہن
کو دیکھ کر اتنا متاثر ہوا کہ اُس نے یدوع کی غیر معمولی عزت کی۔ اُس نے
یروشلیم کو معمول کی لوٹ مار سے محفوظ رکھا اور اُس نے ہیکل میں جاکر یہودیوں کے
خدا کی عبادت میں قربانی گزرانی۔ اُس نے اپنی اِس خلافِ معمول روش پر فوج کے
افسروں کو بتایا کہ مکدنیہ کے مقام پر خواب میں، میں نے اِس سردار کاہن کو

یہ کہتے دیکھا تھا کہ تم مملکت فارس پر غالب آؤ گے۔ بہرحال! معلوم ہوتا ہے کہ
سکندر اعظم اور اُس کے جانشین یہودیوں کے آباد کار ہونے کی قابلیت سے متاثر تھے
کیونکہ انہوں نے اُن کو دریائے نیل کے علاقے میں آباد ہونے کے اپنے حقوق بخشے کہ
شہر سکندریہ ایک وسیع یہودی آبادی اور یہودی تعلیم و تدریس کا مشہور مرکز بن گیا۔
سامعین! آپ نے بھی اِس بات کو محسوس کیا ہوگا کہ خواہ داؤد ہو یا سلیمان، موسیٰ ہو یا یشوع
دارا ہو یا سکندر۔ سب اپنے اپنے دور کے جانے پہچانے نام ہیں۔ کچھ نے یہ شہرت
الٰہی کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر حاصل کی اور کچھ نے فتوحات کے زور پر۔ کچھ نے الٰہی احکامات
کی تابعداری کو اپنا مقصدِ حیات بنایا اور کچھ نے صرف اپنی طاقت کا زور دُنیا کو دکھایا۔ لیکن آج
سب کچھ کہاں ہے۔ کہاں ہے دارا اور کہاں ہے سکندر۔ کہاں ہے اُن کی ناقابل تسخیر طاقت۔ کہاں
ہے اُن کی بے پناہ دولت اور کہاں ہے سونے چاندی کی چمک۔ یقیناً سب کچھ آیا اور چلا گیا۔
یہ سب کچھ اِس بات کا ثبوت ہے کہ دُنیا نے آج تک کسی کو مستقل پناہ نہیں دی۔ بلکہ
دُنیا تو وہ فانی سرا ہے جس میں سدا کوئی نہ رہا ہے۔ کسی کا اِس میں ایک دن ہے آنا
اور کسی کا خالی ہاتھ اِس سے ہے جانا۔

کہاں ہے دارا اور کہاں سکندر
چھوڑ دُنیا گئے سب خاک کے اندر
اگر چاہو کہ جنت کو پاؤ۔ تو عیسیٰ کے پاس جلدی سے آؤ۔
یہ دُنیا تو فانی سرا ہے۔ سدا اِس میں نہ کوئی رہا ہے۔

S.NO 228 DUR 0.21 و 4.10 گیت # یہ دُنیا تو فانی سرا

ابھی آپ نے اِس پروگرام میں عہدِ عتیق اور عہدِ جدید کے درمیان تاریخی خلاء، معلومات کے وسائل اور سیاسی زمانوں کے بارے میں سُنا۔ ہم اپنے اگلے پروگرام میں بھی سیاسی تاریخ کے مزید زمانوں کا حال بیان کریں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ نہ صرف آپ خود یہ پروگرام سنیں گے بلکہ اپنے دوستوں کو بھی دعوت دیں گے کہ ہمارے ساتھ شامل ہوں جب ہم دوبارہ کلامِ الٰہی میں انسانی عروج و زوال پیش کریں گے۔

بہنو اور بھائیو! اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کیلئے اور کلامِ الٰہی کے گہرے مطالعے کیلئے اگر آپ ہمارے نشر کردہ اِس پروگرام کا مسودہ حاصل کرنا چاہیں تو ہمیں لکھ کر مسودہ نمبر 70 طلب کریں۔

پروگرام کے پتے کا اعلان ہم اِس پروگرام کے آخر میں کریں گے۔ یہ مسودہ آپکو تقریباً چھ ہفتے میں مِل جائیگا۔

اب اجازت دیجئے

خدا حافظ